بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

ربوہ ۔ جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴	۱۷ ؍شوال ۱۳۹۰ھ ۔ ۱۷ ؍فتح ۱۳۴۹ ہش ۔ ۱۷ ؍دسمبر ۱۹۷۰ء	نمبر ۲۸۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ ؍فتح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور کی حرمِ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ثم الحمد للہ احباب حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں ۔

ربوہ ۱۶ ؍فتح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ سر میں چکر آنے کی تکلیف میں تو کمی ہے لیکن شدید سر درد کی تکلیف ابھی چل رہی ہے ۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا العالی کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے ۔ آمین ۔

ربوہ ــ مکرم مولوی لئیق احمد صاحب طاہر نائب امام مسجد لندن انگلستان میں تین سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد ۱۴ ؍فتح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۴ ؍دسمبر ۱۹۷۰ء کی شام کو سرگودہا ایکسپریس سے ربوہ واپس تشریف لائے ۔ مقامی احباب کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائی کا پُرخلوص خیر مقدم کیا ۔ انہوں نے آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنا کے کامیاب مراجعت پر آپ کو مبارکباد دی ۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ آپ کا مرکزِ سلسلہ میں آنا مبارک کرے اور بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق سے نوازے ۔

تعطیلات موسم سرما کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۲۰ ؍دسمبر بروز اتوار سے کھل جائے گا ۔ اساتذہ اور طلباء مطلع رہیں ۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

مجالس انصار اللہ حلقہ جات لاہور کیلئے

ضروری اعلان

زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ لاہور کا انتخاب برائے آئندہ سہ سال ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۲ ہش (۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء) ۱۸ ؍فتح ۱۳۴۹ ہش (۱۸ ؍دسمبر ۱۹۷۰ء) کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں زیرِ صدارت محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ لاہور منعقد ہوگا ۔ جملہ اراکین مجالسِ حلقہ جات سے درخواست ہے کہ اس روز جمعہ کی نماز مسجد دارالذکر میں ادا کریں اور اجلاس میں شامل ہوں تاکہ کورم پورا ہو سکے اور حسب قواعد انتخاب عمل میں آسکے ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔

(سردار بشیر احمد منتظم عمومی مجلس انصار اللہ لاہور)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی کی زبان میں پڑھنا چاہیئے اس میں بھی ایک برکت ہوتی ہے

اسی طرح ادعیہ ماثورہ بھی ویسے ہی پڑھنی چاہئیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلیں

"خدا تعالیٰ کے کلام کو اُسی کی زبان میں پڑھنا چاہیئے اِس میں بھی ایک برکت ہوتی ہے خواہ فہم ہو یا نہ ہو ۔ اور ادعیہ ماثورہ بھی ویسے ہی پڑھے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلیں ۔ یہ ایک محبت اور تعظیم کی نشانی ہے ۔ باقی خواہ ساری رات دعا اپنی زبان میں کرتا رہے انسان کو اوّل محسوس کرنا چاہیئے کہ مَیں کیسا مصیبت زدہ ہوں اور میرے اندر کیسی کیسی کمزوریاں ہیں ۔ کیسے کیسے امراض کا نشانہ ہوں ۔ اور موت کا اعتبار نہیں ہے بعض ایسی بیماریاں ہیں کہ آدھ منٹ میں ہی انسان کی جان نکل جاتی ہے ۔ سوائے خدا کے کہیں اس کی پناہ نہیں ہے ۔ ایک آنکھ ہی ہے جس کی تین سو امراض ہیں ۔ ان خیالوں سے انسانی زندگی کی اصلاح ہو سکتی ہے اور پھر اصلاح یافتہ زندگی کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک دریا سخت طغیانی پر ہے مگر یہ ایک عمدہ مضبوط لوہے کے جہاز میں بیٹھا ہُوا ہے اور ہوائے موافق اسے لے جا رہی ہے کوئی خطرہ ڈوبنے کا نہیں ۔ لیکن جو شخص یہ زندگی نہیں رکھتا اس کا جہاز بودا ہے ضرور ہے کہ طغیانی میں ڈوب جائے ۔ عام لوگوں کی نماز تو برائے نام ہوتی ہے صرف نماز کو اٹیرتے ہیں ۔ اور جب نماز پڑھ چکے تو پھر گھنٹوں تک دعا میں رجوع کرتے ہیں ۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۷۱ ، صفحہ ۳۷۲)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مؤرخہ ۱۷ فتح ۱۳۴۹ ہش

دُنیا کو تباہی کا خطرہ کیوں؟

آج دنیا میں انسان دو بڑے بڑے بلاکوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک طرف تو امریکہ اور برطانیہ ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کے پابند ہیں اور دوسری طرف اشتراکی نظام کے حامی روس، چین وغیرہ ممالک ہیں۔

یہ دو نظریے کس طرح منظر عام پر آئے اور کس طرح ان میں رقابت اور تصادم وجود میں آیا؟ تاریخِ انسانی کا طالب علم اس سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں یورپ میں عیسائیت کے غیر عقلی عقائد کی وجہ سے جب یورپینوں کا اسلامی دنیا سے تعارف ہوا تو یورپ کے دانشور مذہب سے بیزار ہو گئے۔ کیونکہ عیسائی فرقوں کی باہم مسلسل مناقشت سے تمام یورپ کشت و خون کا اکھاڑہ بن گیا تھا۔ مذہبی تعصب اس قدر بڑھ گیا تھا کہ ہر عیسائی فرقہ خود کو نہ صرف ناجی اور دوسروں کو گمراہ سمجھتا تھا بلکہ ہر فرقہ یہ چاہتا تھا کہ غیر فرقہ والوں کا نام و نشان مٹا دے۔ یہاں تک کہ دوسرے فرقہ والوں کو پھانسی یا گردن مارنے کی سزا دینا اس پر رحم کرنا خیال کیا جاتا تھا۔

جب یورپ میں عقلیت بیدار ہوئی جس کو تجدید و احیائے علوم کا نام دیا جاتا ہے تو سمجھدار لوگوں نے حکومت سے مذہب کو خارج کر دیا اور اس کی بنیاد سیکولر اصولوں پر رکھی۔ جس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ اہلِ اقتدار بے دین ہیں اور حکومت لادینی کے اصولوں پر بنائی گئی ہے بلکہ صرف اتنا مطلب تھا کہ حکومت کے کاروبار میں مذہبی عقائد کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔

عقلیت کے ساتھ مادہ پرستی بھی زیادہ سے زیادہ رائج ہوتی چلی گئی۔ اور مغربی اہلِ علم حضرات نے خالص عقلیت کی بنیاد پر علوم و فنون کی جانچ پڑتال کا آغاز کر دیا۔ دراصل یہ یونانی اور رومی نظریات کا احیا تھا جو انہیں لادینیت کی طرف لے گیا۔

مذہب اگرچہ لوگوں کے دلوں سے تو نہ نکل سکا مگر تعلیم وغیرہ اور حکومتی کاروبار بے خدا مادہ پرستانہ نظریات پر نشو و نما پانے لگے۔ صنعت کی ترقی کے ساتھ عوام دو طبقوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگ تو بے انتہا دولت مند ہو گئے اور زیادہ تر غربت کی غار میں گر گئے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں فرانس میں مشہور خونی انقلاب رونما ہوا۔

اگرچہ شروع ہی سے یہ طبقے چلے آئے ہیں لیکن مذہبی اور دیگر انسانی نظریات کی وجہ سے امیر و غریب میں تصادم غیر محسوس رہا اور جب مذہب کی گرفت ڈھیلی ہو گئی تو دونوں طبقوں میں کھلم کھلا جنگ و جدال کا بازار گرم ہو گیا۔ اس کا علاج ایک گروہ نے اشتراکیت کو قرار دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ مزدور اور محنت کرنے والے لوگ اُٹھیں اور حکومت پر قبضہ کر لیں اور ذرائع پیداوار کو اپنے قبضہ میں لا کر سب لوگوں کو اس سے متمتع ہونے کا موقع دیں۔ اس طرح آج دنیا انہی دو مخالف نظریات کی بناء پر دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے اور اسی کی بناء پر دو بلاک بن گئے ہوئے ہیں۔

دونوں بلاکوں میں مشترک چیز صرف دہریت ہے۔ دونوں نظریات بے خدا تہذیب کی پیداوار ہیں۔

الغرض دُنیا میں اسوقت یہ متخالف اور متصادم دو نظریات ہیں جن کے درمیان جنگِ زرگری جاری ہے جو اکثر تو سرد چل رہی ہے مگر کبھی کبھی گرم بھی ہو جاتی ہے۔

دونوں بلاکوں کی سربراہ اقوام سائنس وغیرہ ایجادات میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور انہی دونوں کی وجہ سے آج دنیا میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے اور دنیا کو تباہی کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ اس بات کے داعی ہیں کہ وہ دنیا میں امن کا قیام چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے متحدہ اقوام کی انجمن معرضِ وجود میں لائی گئی ہے۔ لیکن دونوں ایک دوسرے سے خائف بھی ہیں اور دونوں کے درمیان ہلاکت کے سامان بنانے میں بے تحاشا دَوڑ چل رہی ہے۔ جس سے امن کی بجائے زیادہ سے زیادہ خطرہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ چھوٹی اقوام ان بڑے گرگوں کی انگلیوں پر کھیلنے کے سوا اَور کوئی چارہ نہیں پا رہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ حالات میں یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ پیدا ہو جائے کہ یہ خطرہ ٹل جائے۔ عارضی طور پر تو دونوں صلح جوئی کا دم بھرتے ہیں لیکن رقابت کم ہونے کی بجائے روز بروز زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس سوال کا حل ضروری ہے ورنہ تباہی کے سوا کوئی نتیجہ نہ ہوگا +

اُٹھی ہے مسجدِ ربوہ سے یہ لَے

نبوّت کوئی ڈرنے کی نہیں شئے
یہ بلکہ اک بڑا فضلِ خدا ہے
محمدؐ مصطفےٰ کا ہے یہ دربار
یہاں ہمسر گدا و قیصر و کَے
مسیحا نے سکھایا ہے ہمیں بھی
محمدؐ کے سبو سے قطرۂ مَے
اذاں میں ہے وہی سوزِ بلالی
اُٹھی ہے مسجدِ ربوہ سے یہ لَے
زمیں کے گونج اُٹھے ہیں کنارے
کہو "مرزا غلام احمدؑ کی ہے" جَے

درخواست دُعاء

خاکسار کے سب سے چھوٹے پسر شیخ نعیم الرحمٰن سلمہٗ لندن میں ہیں۔ ان کے اہل و عیال بذریعہ ہوائی جہاز مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء کو لندن سے کراچی پہنچ رہے ہیں۔ ان کے معصوم بچے ہیں۔ میں بزرگان و احباب کرام سے عاجزانہ درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم عزیز مذکور کے اہل و عیال کو بخیریت منزلِ مقصود پر پہنچائے۔ آمین +

(خاکسار شیخ عبد الرحمٰن کپورتھلوی - دارالرحمت غربی - ربوہ)

قیامِ امن — اور — حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

مکرم ملک محمد سلیم صاحب بی اے جامعہ احمدیہ - ربوہ

(قسط نمبر ۲)

ب - قلب و نظر میں صلح

آپ کے زمانہ میں مسلمان Priesthood یعنی ملائیت اور مذہبی اسٹیبلشمنٹ اور اجارہ داری کے غیر اسلامی نظام میں جکڑا ہوا تھا۔ مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے ایک خاص گروہ مسلمانوں میں پیدا ہو چکا تھا جو خود کو اسلام کے سیاہ و سفید کا مالک اور دوسرے مسلمانوں کو اپنے ماتحت سمجھتا تھا۔ آپ آئے تو آپ نے اس مذہبی اجارہ داری کو ختم کیا۔ آپ خود اتنے عظیم الشان مقام کے حامل ہونے کے باوجود دوسرے احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے چنانچہ یہ آپ کی برکت ہے کہ ہماری جماعت جہاں کہیں بھی رہتی ہے وہ سند یافتہ عالم دین کی عدم موجودگی میں بھی تمام مذہبی عبادت آزادی سے ادا کرتی ہے ہر احمدی نماز پڑھا سکتا ہے درس دے سکتا ہے۔ جماعت کا ہر فرد امیر اور قائد بن سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خاص مذہبی گروہ کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ یہ خیال کہ مذہبی آدمی ملا یا پادری کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا یا نماز نہیں ہو سکتی یہ غیر اسلامی اعلان تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے مذہبی اجارہ داروں سے متنفر ہو گئی۔

ج۔ ایک اور جنگ فلسفہ، اسلام پر سائنس اور مذہب کی ہو رہی تھی۔ لوگ سمجھتے تھے کہ سائنس اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ترقی کرنے کے لئے علوم عصریہ کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کائنات خدا کا فعل اور قرآن خدا کا قول ہے۔ خدا کے فعل اور قول میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا۔ جہاں جہاں سائنس قرآن سے مطابقت رکھتی ہے وہ قرآن کی مصدق ہے جہاں سائنس اور قرآن میں تصادم اور ٹکراؤ معلوم ہو وہاں سمجھ لو کہ قرآن کی تشریح ناقص کی گئی یا سائنسی نظریہ غلط ہے اور جب انسانی علم و عقل ترقی کریں گے تو یہ نظریہ خود بخود قرآنی نظریہ سے ہم آہنگ ہو جائیگا

یوں آپ نے اس خطرناک جنگ کا خاتمہ کر دیا جو مسلمانوں کے دل پر لڑی جا رہی تھی۔ جہاں دل و دماغ دو متضاد گروہ تھے اور دونوں طرف سے نقصان ایک ہی وجود کا ہو رہا تھا۔ مسلمان کا جو دل و دماغ کی جنگ کا میدان کارزار بنا ہوا تھا۔

آپ کی بعثت سے آپ کی پاکیزہ تعلیم سے آپ کی قوت قدسیہ سے جہاں مولانا جلال الدین شمسؓ اور مولانا ابوالعطاءؓ پیدا ہوئے وہاں دنیائے سائنس کے درخشندہ ستارے پروفیسر عبدالسلام بھی پیدا ہوئے۔ گویا مسیح موعودؑ کی برکت سے ہمارے ہر طرف امن ہی امن ہے۔ ہمارے خیالات و جذبات امن گھلا ہوا ہے۔ ہمارے آگے پیچھے دائیں بائیں امن ہی امن ہے

ج - بین الاقوامی امن

مہدی کی حیثیت سے آپ نے مسلمانوں کے اندرونی اور باہمی امن کا انتظام کیا ہے تو کرشن ثانی اور مسیح موعودؑ کی حیثیت سے آپ نے ہندو مسلم اتحاد اور پھر اسلام اور عیسائیت میں صلح کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم الحروف آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے ..... اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کریں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اس قوم کی گردن پر ہوگا"۔

(پیغام صلح ص۹)

"پیغام صلح" میں آپ نے ہندوؤں کو صلح کی پیشکش کی یہ رسالہ آپ نے اپنی وفات سے صرف دو روز قبل لکھا ——— کیا یہ محض اتفاق ہے؟ نہیں بلکہ آپ نے اپنے بعثت کے مقصد کو پورا کرنے اور اپنے مشن کو مکمل کرنے کے لئے پیغام صلح لکھا۔ اسکے صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں۔

"آپ لوگ اس دلیل کو نہیں سمجھ سکتے کہ جب زمین گناہ اور پاپ سے پلید ہو جاتی ہے اور خدا کے ترازو میں بدیاں اور بدچلنیاں اور بے باکیاں نیک کاموں سے بڑھ جاتی ہیں۔ تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایسے وقت میں کسی اپنے بندے کو بھیجکر زمین کے فسادوں کی اصلاح کی جائے بیماری طبیب کو چاہتی ہے"

"نوع انسان کا سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور دوست میں ہوں"

(روحانی خزائن نمبر ۲ ج ۳)

"اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میں صرف خدا تعالے کے لئے کہتا ہوں۔ انسان کی جھوٹی منطق کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اس لئے میں مقابلہ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں لیکن میں اپنے دل میں مخلوق کی ہمدردی اور بھلائی کے لئے ایک جوش رکھتا ہوں جو اللہ تعالے نے میرے دل میں ڈالا ہے"

(روحانی خزائن نمبر ۲ ج ۷ ص۱۶۵)

"میں نے خدا تعالے سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود وہی در اصل مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے اس تاریکی کے زمانے کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں مجھے اس لئے بھیجا ہے تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں۔ اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالے کی پاک کتابوں کی رُو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اسلئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں"۔

(مسیح ہندوستان میں ص۱۱)

"چنانچہ اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائے گا اور جو انکار میں رہے گا اسکے لئے موت درپیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا۔ اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیا"۔ (فتح اسلام ص۳۴)

(باقی)

جلسہ سالانہ کے موقع پر علیحدہ رہائش

چند ضروری گذارشات

از مکرم ڈاکٹر منیر احمد خان صاحب ناظم مکانات جلسہ سالانہ

ہمارا الٰہی جلسہ جس میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص دعائیں کی ہیں ہفتہ عشرہ تک شروع ہونے والا ہے۔ احباب جماعت ذوق شوق سے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کے ساتھ ہو اور جلسہ سالانہ کے روحانی فیوض سے انہیں بہرہ ور کرے۔ آمین

اس موقعہ پر "ہجوم خلق" ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث بھی ہے اور ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ کا موجب بھی۔ جہاں مرکزی کارکنان اور اہالیان ربوہ کا فرض ہے کہ مسیح موعود کے معزز مہمانوں کے لئے ہر قسم کے آرام اور آسائش کا اہتمام کریں وہاں آنے والے احباب کو بھی اپنے میزبانوں کی بے بضاعتی اور ان کے وسائل کی کمی پر نظر رکھنا چاہیئے۔ مہمانوں کی ضروریات اور ہماری میزبانی کے وسائل میں درحقیقت کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہ بات اہل ذوق کے لئے ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ خدائی پیشگوئیوں کے مطابق آنیوالوں کی کثرت سے ایک طرف "فج عمیق" کا منظر ہے تو دوسری طرف "وَسِّعْ مَكَانَكَ" کی تلقین حنا دوقت نہ لائے کہ جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کی ضروریات انتظام کرنیوالوں کے وسائل سے کم رہ جائیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو جائے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جماعت خدا کے وعدوں اور پیشگوئیوں کی مورد نہیں رہی۔ پس جلسہ سالانہ کے دنوں میں جو مشقت اور تکلیف مہمانوں کو اٹھانا پڑتی ہے اس سے ایک نوع کی روحانی لذت بھی دستیاب ہو سکتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اکثر مہمان اس کیف روحانی سے سرشار ہوتے ہیں۔

علاوہ دیگر مشقتوں کے ایک دقت رہائش کی بھی ہے۔ جماعتی قیامگاہیں بھی آنیوالوں کی کثرت کی وجہ سے سکڑتی رہتی ہیں اور علیحدہ رہائش کا مسئلہ تو ہمیشہ ہی لاینحل رہا ہے۔ مطالبات کی تعداد قیامگاہوں کی نسبت سے ہمیشہ دگنی ہوتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی ہمیں پانچ صد کے قریب خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلے میں علیحدہ رہائش جس میں چھولداریوں کا انتظام بھی شامل ہے صرف دو صد کے قریب ہے گویا تین صد احباب کو بادل ناخواستہ انکار کے عریضے ارسال کرنا پڑیں گے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کے مطالبات جائز نہیں ہیں نہ یہ کہ علیحدہ رہائش کے لئے ان کی مجبوریاں فرضی ہیں۔ بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ خدائی وعدہ کے مطابق "وَسِّعْ مَكَانَكَ" کی ضرورت ظاہر ہو رہی ہے۔

علیحدہ رہائش کے اس محدود انتظام کی تقسیم کیسے ہوتی ہے؟ اس کے لئے نظامت مکانات نے بعض معیار سبقت (Priorities) مقرر کر رکھے ہیں۔ مثلاً

۱۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۔ دائم المریض یا معذور بوڑھے

۳۔ بعض گھریلو مجبوریاں مثلاً شیرخوار بچوں والے یا جلسہ کے موقعہ پر شادی بیاہ یا نکاح کرنیوالے خصوصاً جن کا ربوہ میں کوئی رشتہ دار نہیں۔

۴۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے تابوت لانے والے

۵۔ بعض دیگر مجبوریاں مثلاً عادات یا ماحول کے لحاظ سے جن کے لئے اجتماعی قیامگاہوں میں ٹھہرنا قریباً ناممکن ہو۔

ان سب باتوں کے علاوہ اس امر کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے کہ کون دوست وقت پر اپنی ضرورت سے اطلاع دیتے ہیں۔ بعض احباب جلسہ سے صرف دو تین روز قبل اطلاع بھجواتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ضرور ان کے لئے علیحدہ رہائش کا انتظام کیا جائے اسی طرح بعض دوست لکھتے ہیں کہ چونکہ پچھلے کئی سال سے ہمیں فلاں جگہ کی سہولت مل رہی ہے۔ اسلئے اب بھی وہی سہولت دی جائے۔ ہمارے لئے یہ امر کس قدر خوشی اور مسرت کا موجب ہو اگر بعض خطوط اس مضمون کے بھی آئیں کہ ہم کئی سال سال سے فلاں سہولت حاصل کرتے رہے ہیں اب کی دفعہ یہ سہولت حضرت مسیح موعودؑ کے کسی اور مہمان کو دی جائے۔

ایک اور امر کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے۔ اکثر خطوط کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ معزز غیراحمدی دوست آ رہے ہیں اس لئے ہمارا الگ بندوبست کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیراحمدی دوست ہماری خاص ہمدردی اور توجہ کے مستحق ہیں کیونکہ دین کی راہ میں مشقتیں اٹھانے کی انہیں وہ مشق نہیں ہے جو احباب جماعت کو میسر ہے۔ مگر یہ امر بھی ضروری ہے کہ انہیں سلسلہ کی غرض و غایت اور اس الٰہی جلسہ کے ماحول سے پوری طرح باخبر رکھا جائے۔ اگر ربوہ آنے سے قبل انہیں ذہنی طور پر تیار کر لیا جائے تو پھر سفر کی صعوبتیں اور رہائش کی تکلیفیں ان کے لئے نسبتاً آسان ہو جائیں گی۔

اس بستی کی بنیاد رکھتے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے جو ابراہیمی دعائیں کی تھیں اور اس وقت اس وادی غیر ذی زرع کی جو حالت تھی کہ پاؤں ٹخنوں تک گرد میں دھنس جاتے تھے اور غبار کے بادل ہر وقت فضاء میں معلق رہتے تھے ضرورت ہے کہ اس منظر کو ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رکھا جائے اور جو سہولتیں اب میسر ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے۔

ایک دوست نے اس مرتبہ اپنے خطوط میں لکھا ہے کہ ہمارے ساتھ فلاں فلاں صاحب آ رہے ہیں لہذا ان کے شایان شان انتظام کیا جائے۔ حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بڑی کس شخص کی شان ہو سکتی ہے؟ آپ کا بچھونا بسا اوقات زمین اور اوڑھنا محض کھدر کی چادر ہوا کرتی تھی۔ اس زندگی کی مثال آپ نے اس مسافر سے دی جو لق و دق صحرا میں سفر کر رہا ہو اور چند گھڑی کے لئے کسی سایہ میں آرام کرلے جب تمام زندگی کی یہ کیفیت ہے تو جلسہ کے تین دن تو محض لمحہ بھر ہیں احباب کو فرش محمدی پر فخر ہونا چاہیئے اور احمدیت کا یہی نقطۂ نظر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اس جلسہ کو عام دنیاوی جلسوں کی طرح مت خیال کریں۔ اس نصیحت پر عمل ہم سب کے لئے ضروری ہے ہم تو جلسہ سالانہ کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اعلیٰ درجہ کا ہوٹل ہو کسی قسم کی رہائش گاہیں میسر ہوں اور آگے پیچھے نوکر گردش کر رہے ہوں۔ ہماری بستیاں تفریق و تکاثر کے مظاہروں سے پاک ہوتی ہیں اور پاک رہنی چاہئیں اسلامی مساوات اور سادگی ہمارا مطمح نظر ہے اور یہی ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے۔ جلسہ کی ہماہمی میں زندگی کی بنیادی حقیقتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سادگی اور صفائی ان بنیادی حقیقتوں میں سے دو نمایاں حقیقتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے سادہ زندگی کو تحریک جدید کے اہم مطالبات میں شامل فرمایا۔ اسی طرح ہاتھ سے کام کرنے کی ہمیشہ تلقین کی۔ ان دو باتوں کا ہمارے جلسہ سالانہ سے بھی گہرا تعلق ہے۔ مجھے امید ہے مہمان اور میزبان ہر دو ان امور کا خیال رکھیں گے

آخر میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جلسہ قادیان کو بھی یاد رکھیں اس کا ماحول کیا تھا۔ مہمانوں اور میزبانوں کے جذبات کیا تھے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے جماعت کی کس قسم کی تربیت کے خواہشمند تھے؟ اب وہاں کیا حالات ہیں؟ کیا جو سہولتیں ہمیں ربوہ میں میسر ہیں وہاں درویشوں کو نصیب ہیں؟ امسال جبکہ قافلہ قادیان کی اجازت نہیں مل سکی قادیان کے میزبانوں کے جذبات کیا ہوں گے؟ کیا اس پس منظر کے پیش نظر ہمیں اپنے مطالبات میں نرمی اور کارکنان کی غفلتوں کی پردہ پوشی اور باہمی الفت و محبت کی پیش از پیش ضرورت ہے یا نہیں۔

۱۹۴۷ء کے پرآشوب اور قیامت خیز ماحول میں ایثار پیشہ احمدی جوانوں کی ناقابل فراموش اور یادگار اسلامی خدمات کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے "تاریخ احمدیت" کی نئی (گیارھویں) جلد کا مطالعہ نہایت ضروری ہے (ادارۃ المصنفین ربوہ)

ہستی باری تعالیٰ

اور

اس کا عرفان

(مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان)

کسی دہریہ نے ایک جنگل کے چرواہے سے پوچھا کہ بتاؤ تمہیں کس طرح معلوم ہوا ہے کہ اس دنیا کا بنانے والا کوئی خدا ہے۔ اس نے کہا کہ میں زیادہ تو کچھ نہیں جانتا البتہ اتنا جانتا ہوں کہ اگر مجھے جنگل میں بکریوں کی مینگنیاں پڑی ہوئی نظر آجائیں اور ان کے پیروں کے نشان بھی ہوں تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہاں سے کوئی ریوڑ گزرا ہے اسی طرح یہ دنیا اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اس کے بنانے والا کوئی ہے اور وہی خدا ہے درحقیقت یہ ایک ناقابل تردید ثبوت اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ہے۔ ہر مصنوع سے صانع کا پتہ ملتا ہے۔ خاک کا ذرہ ذرہ نباتات کا پتہ پتہ انواع و اقسام کے جاندار۔ چاند۔ سورج سیارے غرض کائنات عالم کی ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مجھے کسی قادر مطلق ہستی نے بنایا ہے۔ یہ جہان رنگ و بو اس کی صناعت کا مجسم پیکر ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ دیکھو اس میں کس قدر رنگینی ہے۔ کتنا حسن ہے۔ کتنی لطافت ہے کتنا جمال ہے۔

چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

پھر یہ دیکھئے کہ حسن خلقت کے ساتھ ساتھ اس میں کتنا نظم و ضبط ہے کہ کائنات کی کسی چیز میں سرکشی نہیں، بغاوت نہیں۔ ہر ایک چیز قانون فطرت کے تحت اپنا اپنا فریضہ پورا ادا کر رہا ہے۔ اگر یہ عالم خود بخود ہوتا اتفاقی بن گیا ہوتا تو اس میں اتنا نظم و ضبط کیسے ہوتا۔ ایک فلاسفر نے جو خدا کی ہستی کا قائل تھا کسی دہریہ کو کہا کہ اگر تمہاری جیب میں دس کنکر یاں نمبر لگا کر ڈال دی جائیں اور تم کو کہا جائے کہ ان کو اچھی طرح ملا کر پھر ترتیب وار نکال دو تو کیا ایسا ممکن ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ ایسا تو ایک کروڑ مرتبہ میں بھی ممکن نہیں۔ تو پھر اس نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی وسیع کائنات جس میں بال کا نظم و ضبط ہے۔ اتفاقی بن گئی ہو اور اس کے بنانے والا کوئی نہ ہو۔ پس انسان کی فطرت اس خیال کو دھکے دیتی ہے کہ اس دنیا کو بنانے والا کوئی نہیں تو بتاؤ یہ زمین جو ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے گرد چکر لگا رہی ہے اور جب سے بنی ہے (یعنی اربوں سال سے) اس کی یہی رفتار قائم ہے تو وہ کون سی طاقت ہے جو اسے اسی رفتار سے گھمانے اور گھمائے رکھنے پر قادر ہے۔ یقیناً فطرت یہی جواب دے گی کہ وہ خدا ہی ہے جو اس دنیا کے بنانے والا ہے۔ اسی طرح دوسرے اجرام فلکی چاند۔ سورج اور لاتعداد ستارے جو خلا میں محو گردش ہیں۔ اسی خوبی و ضبط سے چل رہے ہیں کہ کوئی آپس میں ٹکراتا نہیں اسی گردش سے دن رات بنتے ہیں۔ موسم بدلتے ہیں اور وقت کا تعین ہوتا ہے۔ اگر اس کی رفتار میں ذرا سا فرق بھی آجائے تو سارا نظام تباہ ہو جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بار بار نظام کائنات پر غور کرو اور ہر طرف نظر دوڑاؤ تو تمہیں کوئی رخنہ یا نقص اس کائنات میں نظر نہ آئے گا۔ بلکہ تمہاری عقلیں اس نظام کو سمجھنے میں چکرا جائیں گی۔ اور تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ اے ہمارے رب یہ کارخانہ عالم تو نے اس خوبی سے بنایا ہے کہ نہ تو اس میں کوئی نقص ہے اور نہ بے مطلب ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ایک ذرہ کی حقیقت کو بھی ہم اب تک سمجھ نہیں سکے۔ اور بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا عرفان دو طرح کا ہے۔ ایک ذاتی دوسرا صفاتی اس کا ذاتی عرفان تو ان مادی حواس خمسہ سے ممکن نہیں کیونکہ اس کی ذات وراء الوریٰ ہے اور غیر محدود ہے۔ محدود عقل و دانش کا انسان غیر محدود کو کہاں پا سکتا ہے البتہ اس کا عرفان اس کی صفات سے ممکن ہے۔ یہ دنیا کیا ہے۔ یہی کہ اس کی صفات کے جلوے ہیں۔ صاحب جمال کی جلوہ آرائی ہی تو ہے ؎

جہان رنگ و بو کو دیکھو کہ کیا ہے
جمال یار بے پردہ ہوا ہے

پس صفات سے انسان ذات تک پہنچ سکتا ہے ورنہ مادی ذرائع سے ادراک ممکن نہیں وہ خود فرماتا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ کہ ان آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو ان آنکھوں کے قریب نہ کر دے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو سمجھنے کی کوشش کرے اس سے خداشناسی میں مدد ملے گی جس نے خود کو سمجھ لیا وہ خدا کو بھی سمجھ لے گا جس انسان کو یہاں کچھ نظر نہیں آتا اسے دوسری دنیا میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ یعنی جس نے یہاں مظاہر قدرت میں خدا کو جلوہ گر نہ دیکھا۔ وہ دوسری دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کی تجلی سے محروم رہے گا۔ حدیث قدسی ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے آدم کو پیدا کیا۔ گویا انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے اور اسی ذریعہ سے ہی اس کا عرفان ممکن ہے۔ پس اگر انسان کو اپنے نفس کا عرفان حاصل ہو جائے تو اسے خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ ذرا انسانی جسم کی بناوٹ پر غور کرو تو عقل حیران ہو جاتی ہے کہ کیا عجیب نظام ہے اس کی طاقتوں اور وسعتوں کی انتہا نہیں جسم کے ہر حصہ کا دوسرے کے ساتھ جوڑ ہے اور ہر حصہ پرزہ کی طرح اپنے فرائض انجام دے رہا ہے یعنی سب سے بہتر اور آسان طریقہ خداشناسی کا یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کا عرفان حاصل کرے اسی سے وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہو جائے گا۔ لیکن جس کو اس دنیا میں اتنی قدرت والا خدا نظر نہ آیا اسے دوسری دنیا میں بھی نظر نہ آئے گا اور وہ وہاں بھی اس کے دیدار سے محروم رہے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ باوجود دور ہونے کے قریب ہے صوفیا نے سچ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ ان آنکھوں کو نظر نہیں آتا دل کو نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا محبت سے چھوا جاتا ہے۔ اگر عقل کی منزل سے نکل محبت کی منزل میں داخل ہو جائیں تو حریم جمال تک رسائی مشکل نہیں اور پھر جلال جمال ہی جمال ہے۔

عقل کی حد سے پرے بندہ مومن کیلئے
لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے

درخواست دعا

میرا چھوٹا لڑکا عبدالعزیز عمر ایک سال ڈیڑھ دو ماہ سے بعارضہ بخار و پیچش بیمار ہے پیچش سے تو آرام ہے لیکن بخار دھیما آرہا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔
(عبدالغفور خادم ربوہ)

حیرت انگیز معلومات

مفرد ہومیو ادویہ کا قیمتی علمی کتابچہ صرف ۲۰ پیسے میں طلب کریں
شاہ ہومیو فارمیسی اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

قرص ذیابیطس (حب جدوار) شوگر کے لئے مفید ہے۔ معتدل۔ مفرح قلب مقوی باہ اور دافع کمزوری ہے قیمت ایک ماہ چار روپے

دواخانہ خدمت خلق ربوہ

معجون خلاصہ کثرت پیشاب کو روکتی ہے کمر اور جوڑوں کے درد دور کرنے کے لئے مفید ہے قیمت ایک ماہ پونے چار روپے

چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمائیں

ناظر بیت المال ربوہ

انسانی حقوق کا عالمی منشور

اقوام متحدہ کے قیام کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ نسل، زبان اور مذہب کے امتیاز کے بغیر سب بنیادی آزادیوں اور انسانی حقوق کے احترام کے لئے لوگوں کو آپس میں تعاون کے ساتھ کام کرنے کے اہل بنایا جائے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کے ذریعے سب قوموں نے مل کر پہلی مرتبہ انسانی حقوق کی ایک بین الاقوامی طور پر متفقہ تعریف وضع کی جسے "انسانی حقوق کے عالمی منشور" کا نام دیا گیا۔ اسے جنرل اسمبلی نے ۱۹۴۸ء کو نافذ کیا۔ ان حقوق کو جن کا اعلان منشور میں کیا گیا ہے دو بین الاقوامی ضابطوں میں درج کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک مدنی اور سیاسی حقوق کا ضابطہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں کو جنرل اسمبلی نے اتفاق رائے سے منظور کیا تھا جن کی قانونی حیثیت توثیق کرنے والی تمام حکومتوں کے لئے معاہدوں جیسی ہے۔

اپریل اور مئی ۱۹۶۸ء میں ایران کے صدر مقام تہران میں انسانی حقوق کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں اس ترقی پر تبصرہ کیا گیا جو عالمی منشور کی منظوری کے بعد بین الاقوامی، قومی اور علاقائی سطح پر حاصل ہوئی ہے۔ اور آئندہ کے اقدامات کے لئے ایک پروگرام بھی مرتب کیا گیا۔ اس کانفرنس نے "اعلان تہران" بھی منظور کیا جس میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ اقوام متحدہ کے رکن ممالک اس امر کے لئے کوشاں ہوں گے کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ایسی زندگی میسر آ سکے جو آزادی وقار اور خوشحالی سے متصف ہو۔ کانفرنس میں انتیس قراردادیں بھی منظور ہوئیں جو انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تھیں۔

انسانی حقوق کے منشور میں تیس دفعات ہیں جو شہری اور سیاسی اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق پر حاوی ہیں۔ دفعہ ۱ اور ۲ عام دفعات ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ "جملہ بنی نوع انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں اور وقار اور حقوق میں ایک دوسرے کے برابر ہیں"

اور وہ ان تمام حقوق اور آزادیوں کے مستحق ہیں جو نسل، جنس، زبان، مذہب سیاسی یا دوسرے نظریات قومی یا معاشرتی بنیاد، جائیداد یا پیدائش یا کسی اور حیثیت و فرق و امتیاز کے بغیر اس منشور میں بیان کئے گئے ہیں شہری اور سیاسی حقوق میں جن کو منشور کی دفعہ ۳ تا ۲۱ میں تسلیم کیا گیا ہے یہ امور شامل ہیں۔ زندگی کا حق، شخصی آزادی و تحفظ، غلامی سے آزادی، ظالمانہ انسانیت سوز یا اہانت آمیز برتاؤ یا سزا سے آزادی قانون کے سامنے ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کئے جانے کا حق، قانون کی یکساں حفاظت مؤثر قانونی چارہ جوئی کا حق، من مانی گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی سے آزادی، ایک آزاد و غیر جانبدار عدالت کے سامنے منصفانہ اور کھلے عام عدالتی تحقیقات کا حق، الزام ثابت ہونے سے بے گناہ گردانے جانے کا حق، نجی معاملات، خاندان، گھر اور نجی خط و کتابت کے سلسلے میں ہر قسم کی مداخلت سے آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، پناہ لینے کا حق، تربیت پانے کا حق، شادی کرنے اور گھر بسانے کا حق، مالک جائیداد بننے کا حق، خیال ضمیر اور مذہب کی آزادی رائے اور اظہار رائے کی آزادی انجمن بنانے اور اجتماع کرنے کا حق حکومت میں حصہ لینے کا حق اور سرکاری ملازمات میں رسائی پانے کے یکساں مواقع حاصل کرنے کا حق، منشور کی دفعات ۲۲ تا ۲۷ اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق ہیں۔ اور ان میں یہ حقوق شامل ہیں۔ معاشرتی تحفظ کا حق، کام کرنے کا حق، آرام لینے اور فرصت کے لمحات گزارنے کا حق، ایک ایسی معیاری زندگی بسر کرنے کا حق جو تندرستی اور خوشحالی کے لئے کافی ہو سکے۔ تعلیم پانے کا حق اور جمعیت کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کا حق ۲۸ سے ۳۰ تک آخری تین دفعات میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر فرد بشر ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی

نظام میں زندہ رہنے کا مستحق ہے جس میں متذکرہ حقوق اور آزادیاں مکمل طور پر حاصل ہوں ان دفعات میں ان فرائض اور ذمہ داریوں کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے جو جمعیت کی طرف سے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے اسمبلی نے ۴ دسمبر ۱۹۵۰ کو ایک

قرارداد بھی منظور کی جس میں ملکوں اور دلچسپی لینے والے اداروں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ ہر سال دسمبر کی ۱۰ تاریخ کو یوم حقوق انسانی منایا کریں اور اس روز انسانی حقوق کے اس عالمی منشور کے اعلان کی یاد تازہ کریں جسے جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا تھا ٭

شکریہ احباب

میرے والد ڈاکٹر حافظ عبدالجلیل صاحب کی وفات پر بہت سے احباب اور بزرگان نے زبانی اور بذریعہ خطوط اظہار افسوس فرما کر ہمارے ساتھ تعزیت فرمائی ہے میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

عبدالکریم خاں اینڈ سنز ۱۱۲ میکلوڈ روڈ لاہور

درخواست ہائے دعا

خاکسار کا عزیز فرید احمد بعارضہ بخار و کھانسی سخت بیمار ہے۔ C.M.H کوہاٹ میں داخل ہے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (منیر احمد باجوہ۔ کوہاٹ)

۲۔ خاکسار کو بعض نہایت اہم کام درپیش ہیں ان میں کامیابی کے لئے نیز بچوں کے نیک و صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
نیاز قطب احمد بٹ پشاور

۳۔ خاکسار کی شادی کو لمبا عرصہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک اولاد سے محروم ہوں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک اور خادم دین اور لمبی عمر والی اولاد عطا کرے۔
(حکیم محمود احمد معلم وقف جدید رحمان آباد ضلع نواب شاہ سندھ)

۴۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ الحمید صاحبہ بچہ کی پیدائش کے بعد چند منٹ کے بعد فوت ہو گیا تھا بیمار ہو گئی ہے ان کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔
(محمد اقبال ریم رین سنڈیکیٹ کنری سندھ)

ضروری اعلان

اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ کے حصہ داران کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲۹/۱۲ بوقت ۱۱ بجے صبح کمپنی کے دفتر میں منعقد ہوگا۔ مندرجہ ذیل معاملات پیش ہونگے۔

۱۔ حسابات نفع و نقصان ۱۹۶۹/۷۰ء
۲۔ تقرر ڈائریکٹران ۳۔ تقرر آڈیٹرز
۴۔ دیگر امور (عبدالسلام چیئرمین)

محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی تحریر فرماتی ہیں

تریاق سلیمانی معدہ کی خرابی ہاضمہ اور قبض کے لئے بھی مفید ہے گھر میں ملازموں کو بھی دی خود بھی استعمال کر کے دیکھا خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مفید پایا۔ خدا تعالیٰ برکت دے

محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ لاہور تحریر فرماتے ہیں

سرمہ حمید بھی آنکھوں کے لئے نعمت ہے سرمہ حمید چند دن سے استعمال کرنا شروع کیا ہے آنکھوں میں چبھن نہیں رہی اور آنکھوں کو خاصہ سکون میسر آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ مجرب دوائیں تیار کرتے ہیں۔ قیمت ۲۵/- تا ۱/۲۵

المنار دواخانہ گولبازار ربوہ

وقفِ جدید کی مندرجہ ذیل رقوم کی تفصیل سے فوری طور پر مطلع فرمائیں

۱۹۷۰ء کے دوران مندرجہ ذیل رقوم مختلف جماعتوں کی طرف سے وقفِ جدید کے حساب میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہوئی ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ جماعتوں کے عہدیدار اصحاب کی خدمت میں ان کی تفصیل کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ تاحال اُن کی تفصیل موصول نہیں ہوئی۔ براہِ کرم ان رقوم کی تفصیل جلد از جلد دفتر وقفِ جدید میں ارسال فرمائیں۔

نمبر شمار	نام جماعت	رقم	تاریخ	کوپن نمبر
(۱)	جماعت احمدیہ پیرکوٹ ثانی	۴۲/۲۵	۶-۱۲-۷۰	۳۲۱۳۶
(۲)	،، ،، احمدنگر (جھنگ)	۵۸/۴۶	۳۰-۱۱-۷۰	۳۱۹۷۹
(۳)	،، ،، نواز آباد فارم (سندھ)	۱۰۰/-	۲۸-۱۱-۷۰	۲۳۳۸۵
(۴)	،، ،، چک چھ ضلع گوجرانوالہ	۲۹/۸۷	۱۰-۱۱-۷۰	۲۳۹۸۸
(۵)	،، ،، چوک بازار چٹاگانگ	۳۶۶/۷۱	۴-۱۱-۷۰	۳۲۶۳۱
(۶)	،، ،، ماڈل ٹاؤن لاہور	۱۷۹/۸۳	،،	۲۲۶۱۵
(۷)	،، ،، سنت نگر لاہور	۲۷/۱۰	،،	۲۲۶۱۴
(۸)	،، ،، سندربن کھلنا	۶۳/۱۰	۱-۱۱-۷۰	۲۲۵۲۰
(۹)	،، ،، شیخوپورہ	۲۲/۰۷	،،	۲۴۳۶۸
(۱۰)	،، ،، آئینہ کرم پوڑہ ،،	۲۵/۲۵	،،	۲۲۳۳۲
(۱۱)	،، ،، نصیرہ ضلع گجرات	۵۷/۰۰	۷-۱۰-۷۰	۲۱۵۹۴
(۱۲)	،، ،، کنگ چنن خانوالی ،،	۱۱/۶۲	۱۳-۱۰-۷۰	۲۱۹۳۶
(۱۳)	،، ،، سرگودھا	۲۲۵/۵۰	۴-۱۰-۷۰	۲۱۵۴۵
(۱۴)	،، ،، بہاولپور	۲۲/۵۰	۱-۱۰-۷۰	۲۱۴۹۵
(۱۵)	،، ،، ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۲۷/۲۵	۳۰-۹-۷۰	۲۱۲۶۵
(۱۶)	،، ،، ٹیکسلا	۱۱/۵۰	۲۹-۱۰-۷۰	۳۰۰۹۹
(۱۷)	،، ،، مورو نواب شاہ	۹/۰۰	۲۸-۹-۷۰	۳۰۰۷۸
(۱۸)	،، ،، دارالصدر جنوبی ربوہ	۲۶/۷۲	۲۸-۹-۷۰	۲۱۴۲۶
(۱۹)	،، ،، نصیرہ ضلع گجرات	۱۲/۵۰	۲۱-۹-۷۰	۲۱۱۲۰
(۲۰)	،، ،، چک 335/T.D.A ضلع مظفرگڑھ	۱۸/۰۰	۲۱-۹-۷۰	۲۱۱۲۵
(۲۱)	،، ،، مانوکے بھگت ضلع سیالکوٹ	۱۴/-	۱۹-۹-۷۰	۲۹۷۱۸
(۲۲)	،، ،، چٹاگانگ	۸۳/-	۱۷-۹-۷۰	۲۱۰۰۱
(۲۳)	،، ،، گوٹھ امام بخش دریاخاں مری نواب شاہ	۳۶/-	۱۰-۹-۷۰	۲۹۶۰۴
(۲۴)	،، ،، ٹیکسلا	۱۴/۵۰	۲-۹-۷۰	۲۰۵۳۰
(۲۵)	،، ،، کھونڈی راہوالی ضلع گوجرانوالہ	۱۴/۵۰	۲۸-۸-۷۰	۲۹۱۸۶
(۲۶)	،، ،، چاہ اسماعیل والہ ضلع ڈیرہ غازی خان	۱۴/-	،،	۲۰۲۵۵

ناظم مال
وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے

کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

دعائے مغفرت

خاکسار کی اہلیہ محترمہ رمضان بی بی صاحبہ مورخہ ۳ر دسمبر کو بعمر قریباً ۷۰ سال اچانک حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے فوت ہوگئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(صوفی غلام محمد عاصی صدر جماعت، کا چیلو ضلع تھرپارکر)

"اسلام کا وراثتی نظام"!

فضل عمر فاؤنڈیشن کے اعلامیہ ۱۹۶۸ء میں انعام حاصل کردہ مقالہ مصنفہ عبدالرشید غنی ایم ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ کے ہر کتب فروش سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وراثت کے تمام مسائل پر سیر حاصل بحث اور تمام ممکنہ صورتوں کا حل بذریعہ امثال پیش کیا گیا ہے۔ فلسفہ نظامِ وراثت اور دیگر سوالات کے جوابات۔ وکلاء اور جج صاحبان کے لئے نہایت کارآمد۔ فقہ کے طلباء کیلئے مفید کتاب۔
حجم ۲۵۰ صفحات، چھپائی آفسیٹ۔ قیمت :- آٹھ روپے

نور کاجل

ربوہ کا مشہورِ عالم تحفہ
آنکھوں کی خوبصورتی صحت و صفائی کے لئے بہترین تحفہ!
مردوں عورتوں سب کے لئے مفید ہے
قیمت سوا روپیہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون ۳۸

مرہم سفید

بچوں کے پھوڑے پھنسیوں کے لئے ۱/-
حب مسان
سوکھے کے بخار کی مجرب دوا ۳/-
گڑھتی
پیدائش کے بعد بچے کی پہلی غذا ۱/-
بچوں کی چونڈی
دستوں کو روکنے کے لئے بہترین دوا ۱/-
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
فون ۴۸۴۴

ھُوَ الشَّافِی

شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پرانی "لاعلاج" امراض میں ڈاکٹر کے بعد ڈاکٹر بدلنے کی بجائے طریقۂ علاج بدل کر دیکھیں۔ "کیورٹیو سسٹم" (جدید ہومیوپیتھی) نے پائلو کیور، پلیز کیور، بی ٹانک اور اکسیر ابھارہ جیسے حیرت انگیز اور کامیاب نسخے پیش کئے ہیں جو ہر شہر کے اچھے میڈیکل سٹورز سے دستیاب ہیں۔ تفصیلات کیلئے رسالہ "کیورٹیو سسٹم" مفت طلب فرمائیں۔
کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

نصرت رائٹنگ پیڈ

جس پر الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ اور بعض اشعار درج ہیں ——
خریدفرمائیں
نصرت آرٹ پریس ربوہ

کاجل نور بصر

بالکل نیا تحفہ
تیار کردہ
دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

راحت جان تبخیر معدہ کیلئے اکسیر، مفید اور مجرب دوا۔ قیمت ۱/۵۰ ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ فون ۳۴
گول کچہری بازار لائلپور فون ۲۰۵۴

جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ جزع فزع نہیں کرتا

وہ یقین رکھتا ہے کہ اس بلا میں بھی میرے لئے کوئی خیر و برکت کا پہلو پوشیدہ ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت الذین اذآ اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ جزع فزع کرنے کی بجائے پورے یقین اور ایمان کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہم لوٹنے والے ہیں۔ یہ وہ نمونہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے امید رکھتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ گھبرائے اور جزع فزع کرنے کی بجائے خدا تعالےٰ پر توکل رکھیں اور اسی کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے سچے دل سے یہ کہیں کہ

انا للہ و انا الیہ راجعون

بظاہر یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے مگر اپنے اندر نہایت وسیع مطالب رکھتا ہے۔

(۱) اس فقرے میں دو جملے ہیں۔ ایک تو انا للہ ہے یعنی ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور دوسرا انا الیہ راجعون ہے یعنی ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پہلا جملہ اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی مالک اپنی چیز کو اپنے ہاتھوں تباہ نہیں کرتا بلکہ اسے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ مالک بڑا ہی بیوقوف ہوگا جو اپنی چیز کو آپ تباہ کرنے کی کوشش کرے۔ پس اگر بندہ محض خدا کا ہو جائے اور اسی کو اپنا حقیقی مالک سمجھے تو اس کے دل میں یہ وہم بھی نہیں آسکتا کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے واپس لے لی ہے یا وہ مصائب جو مجھ پر نازل ہو رہے ہیں ان میں میری تباہی اور بربادی مقصود ہے۔ جو مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا ہوں۔ اور جس طرح ماں اپنے بچے کو گود میں رکھتی ہے اسی طرح خدا تعالےٰ نے بھی مجھے اپنی گود میں اٹھایا ہوا ہے وہ یہ تصور بھی کس طرح کر سکتا ہے کہ میں تباہ کیا جاؤں گا اور میری تکالیف مجھ سے دور نہیں کی جائیں گی۔ محافظ کا تو فرض ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو ہر نقصان سے بچائے۔ پھر اللہ تعالےٰ جو تمام محافظوں سے بڑا محافظ ہے کب کسی مومن کو تباہ کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ جب کوئی چیز اپنے بندے سے واپس لیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اس چیز کو تباہ کرنا چاہتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اسے پہلے سے زیادہ بہتر جگہ میں رکھتا ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے عورتیں اپنے گھروں کی صفائی کرتے وقت سامان وغیرہ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیتی ہیں۔ تم کبھی نہیں دیکھو گے کہ عورتیں اپنی چیزوں کو اِدھر اُدھر رکھیں تو وہ رونے لگ جائیں یا مثلاً زمیندار کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیج کو ضائع کر رہا ہے مگر وہ روتا نہیں اس لئے کہ اس کا نتیجہ تباہی نہیں بلکہ ترقی ہوتا ہے ...... اگر انسان یہ یقین رکھے کہ خدا تعالےٰ میرا مالک ہے اور وہ جو تبدیلی بھی کرے گا میرے فائدہ کے لئے کرے گا تو وہ جزع فزع نہیں کر سکتا۔ ہاں غم کا اظہار کرنا صبر کے خلاف نہیں ہوتا ...... اس کی علامت دل پر بوجھ ہے: آنکھوں میں آنسو آجاتا ہے لیکن جزع فزع کرنے والا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ خدا نے اسے تباہ کر دیا ہے اور یہ چیز مومنانہ توکل اور ایمان کے بالکل خلاف ہے۔ پس انا للہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ مصیبت یا ابتلاء کے آنے پر کافر تو یہ سمجھتا ہے کہ میں مارا گیا لیکن مومن یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بلا میں بھی میرے لئے کوئی خیر اور برکت کا پہلو پوشیدہ رکھا ہو گا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷)

وقفِ جدید کے وعدوں کو پورا کرنیوالے احباب کے نام

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں دعا کیلئے پیش کئے جائیں گے

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے انشاء اللہ العزیز ۲۳ دسمبر ۱۹۷۰ء تک وقفِ جدید کے تمام وعدہ جات پورا کرنیوالی جماعتوں اور عطیہ دہندگان کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خصوصی دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب اصحاب پر اپنے بے پایاں فضلوں کے دروازے کھولے اور انہیں اپنی برکات اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

اس اعلان کے ذریعہ ایک بار پھر جماعتوں اور احباب کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ تمام احباب فوری طور پر وقفِ جدید کے وعدہ جات پورے کرنے کی طرف خاص توجہ فرماویں اور سیکرٹریانِ مال، وقفِ جدید اور محاسب صاحبان فی الفور وقفِ جدید کی تمام جمع شدہ رقوم مرکز میں بحساب وقفِ جدید روانہ فرما کر دفتر ہذا کو مطلع فرماویں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم مال وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

محترم چوہدری امام الدین صاحب کی وفات

ربوہ — مکرم صالح محمد صاحب محافظ خاص کے والد محترم چوہدری امام الدین صاحب ۱۳ اور ۱۴ دسمبر کی درمیانی رات بعمر قریباً اسی سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ دسمبر کو بعد نماز ظہر احاطہ مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعدہٗ مرحوم کی نعش کو قبرستانِ عام میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مرحوم نے عمر کا اکثر حصہ باندھی ضلع نواب شاہ میں گزارا اور عمر بھر سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ نے پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اعلانِ تعطیل

۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو دفتر الفضل بند رہے گا۔ ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴